Research Journal Ulum-e-Islamia

Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index

ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)

E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 29,Issue:02 .(July-Dec) 2022

Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

قرآن اور بائبل میں تبشیر کے اسلوب کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Different Styles of Evangelism in Qurān & Bible

Nazia Salim Tahir

Phd Scholar, Deptt. of Islamic Studies, Lahore College for Women University Lahore

Email : nk12975a@gmail.com

Dr. Memouna Tabassum

Associate Professor Deptt. of Islamic studies, Lahore College for Women University Lahore

Email : Dr_memouna@hotmail.com

Almighty Allah has adopted different methodologies in Holy guidebooks, “Quran and Bible” for the betterment of all human beings one of them is evangelism. The main objective of all prophets’ teachings are to deliver glad tidings for those persons whose beloved is Allah, are humble, beneficent, steadfast, triumphant or do good. Because Allah is the forgiver and merciful and does not like to be punished his servants for his sins. Almighty Allah has granted a blessing paradise in hereafter for his believers. He has adopted various methods to awake mankind to correct himself and connect with the people of heaven. In this style of teaching of Quran and Bible, numerous wisdoms are hidden, in which the expression of the complete authority of Allah. The aspiration to follow the style of glad tidings in Quran and Bible is to fascinate people towards faith and accurate oneself by learning a lesson through a style of evangelism.

Key Words: evangelism, virtues, wisdom, intercession, earthly blessings, heaven

تعارف:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں نیک اعمال کرنے کا حکم دیا وہاں نیک اعمال کرنے والوں کی ہمت افزائی اور دلجوئی کے لئے خوشخبری کا انداز اختیار کیا تاکہ وہ آخرت کی نعمتوں کو یاد کر کے اعمال صالحہ میں استقامت اختیار کریں اور برائیوں کو نظر انداز کر کے حقیقی زندگی اور نفع حاصل کر کے نئی امید پیدا کر سکیں اسی اسلوب کو تبشیر کہتے ہیں جس کی تلقین تمام انبیاء کرام کو کی گئی۔

امت محمدیہ کو امت دعوت بھی کہا جاتا ہے جس سے اس امت کی ذمہ داری اور منصب سے آگاہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے خیر امت یعنی بہترین امت کا لقب اس امت کو عطا کیا کیونکہ اس کے فرائض میں دعوت دین شامل ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر امت کو اس منصب اور ذمہ داری سے آگاہ کیا۔ جیسا کہ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [1]

مسلمانو! تم بہتر ہو ان امتوں میں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو۔

دعوت دین کے لئے مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ ایک صبر آزما کام ہے اس راستے میں بڑے تلخ موڑ آتے ہیں اس ذمہ دارے کو پورا کرنے کے لئے اسالیب، اقدامات اور اصولوں کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا یہ ایک حقیقت ہے کہ دعوت کے اس راستے میں کامیابی کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں جب ان میں تبشیر کا پہلو غالب ہو تاکہ انسانی نفوس آسانی سے اسلام کی طرف مائل ہو جائیں اس کے برعکس انذار کے ذریعے اگر کسی برائی سے روکا جائے تو انسان خوفزدا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بشارت اور خوشخبری کے ذریعے دین کی طرف بلایا جائے تو انسان جذبہ اور خوشی سے سرشار ہو کر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی دعوت خوشخبری پر مشتمل ہو گی تو اس کی نشرواشاعت اور مقبولیت میں اضافہ ہو گا۔ فطری طور پر لوگ اس کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ آنحضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے اور صحابہ کرام نے عام مسلمانوں کے سامنے دین الٰہی کو اسی انداز سے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی عطا فرمائی۔

دعوت دین کسی معاشرے میں اس وقت جڑ پکڑتی ہے جب حکیمانہ انداز میں اسے پیش کیا جائے۔ دعوت کے مخاطبین مختلف ذہنی اور فکری صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں ان مین بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کے اندر مختلف قسم کی اندھی تقلید ہوتی ہے جس کے خلاف وہ کوئی لفظ سننا گوارا نہیں کرتے اس لئے ایسے حالات میں دعوت دین کے لئے بڑی حکمت و دانش کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن اور بائبل کو مطالعہ سے تبشیر کے بہت سے اسالیب کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ حکیمانہ ترتیب و تدریج:

قرآن کریم کے اسلوب تبشیر میں ترتیب و تدریج بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [2]

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو۔

مولانا امین احسن اصلاحی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

"حکمت اور نصیحت میں تبشیر کا پہلو بھی شامل ہے کی خوشخبریاں سنا کر لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے دعوت کے اصول تبشیر میں دعوت اسطرح اپنا راستہ بناتی ہے کہ ایک ندی چٹانوں، پہاڑوں، وادیوں اور میدانوں میں اپنا راستہ بناتے ہوئے چلی جاتی ہے اور حالات کی تبدیلی اس کو اپنی منزل کی طرف بڑھنے سے نہیں روک سکتی اور نا ندی کی ہئیت کو تبدیل کرنے پاتی ہے۔ انبیاء کرام یوں ہی بے ترتیب لوگوں کے سامنے پھینکنا شروع نہیں کر دیتے تھے بلکہ حکیمانہ ترتیب و تدریج کے ساتھ پیش کرتے اور اسی اصول کے اندر ان کی اصل کامیابی کا راز مضمر ہوتا ہے"۔ [3]

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا

یقیناً ہم نے آپ کو حق دے کر اس طرح بھیجا ہے کہ تم خوشخبری دو۔

مولانا مودودی فرماتے ہیں۔

"کسی شخص کا ایمان اور عمل صالح پر اچھے انجام کی خوشخبری دینا اور کفر اور بد اعمالیوں پر برے انجام سے ڈرانا اور بات ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کا بشیر و نذیر بنا کر بھیجنا بالکل دوسری بات جو شخص اس منصب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فائز ہوتا ہے اس کی بشارتوں اور تنبیہوں کو قانونی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اس کا کسی کام پر بشارت دینا معنی رکھتا ہے کہ جس احکم الحاکمین کی طرف سے وہ بھیجا گیا ہے وہ اس کام کے پسندیدہ اور مستحق اجر ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ لہٰذا وہ فرض یا واجب یا مستحب ہے اور اس کا کرنے والا ضرور اجر پائے گا یہ حیثیت کسی غیر مامور کی تنبیہہ یا بشارت کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ نبی اللہ کے اذن سے دعوت دیتا ہے اور اس کے پیچھے اس کے بھیجنے والے رب العالمین کی فرمانروائی کا زور ہوتا ہے"۔[4]

بائبل کی متعدد آیات میں تبشیر کے اس اسلوب کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ عہد نامہ قدیم میں مزکور ہے۔

خداوند کی روح مجھ پر ہے کیونکہ اس نے مجھے مسح کیا تاکہ حلیموں کو خوشخبری سناؤں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ دلوں کو تسلی دوں۔ قیدیوں کے لئے رہائی اور اسیروں کے لئے آزادی کا اعلان کروں۔[5]

کتاب لوقا میں اس طرح فرمایا گیا ہے۔

خداوند کا روح مجھ پر ہے اس لئے کے مجھے غریبوں کو کو شخبری دینے کے لئے مسح کیا۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سنادوں۔[6]

قرآن کریم میں انبیاء کرام کے دعوت اسلوب تبشیر کا متعدد مقامات پر ذکر ملتا ہے اور بائبل میں بھی اس اسلوب کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

2۔ انذار کے ساتھ تبشیر:

قرآن کا اسلوب تبشیر یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کو مختلف مواقع پر خوشخبریوں سے نوازا گیا ہے اعمال جتنے مشقت آمیز ہوتے ہیں قرآن اسی حساب سے جزا دیتا ہے۔

جیسا کہ سورہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[7]

جو لوگ (اس کتاب پر) ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال بھی کئے ہیں، ان کو خوشخبری دے دوان کے لئے جنت کے گھنے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی بیان فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ نے توحید و نبوت کے بارے میں کلام کیا تو اس کے بعد معاد کے بارے میں گفتگو کی اور پھر کافر کی سزا اور مسلمانوں کے اجر و ثواب کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے جب وہ ایسی آیات کا ذکر کرتے ہیں جن میں وعید ہوتی ہے تو اس کے بعد ایسی آیات بیان فرماتے ہیں جن میں جنت کا وعدہ ہوتا ہے"۔[8]

مولانا عبد الحق حقانی اس بارے میں اس طرح رقمطراز ہیں:

"انسان جب کسی چیز کی مضرت سے واقف ہوتا ہے تو وہ اس سے خود کو بچاتا ہے اور خوفزدہ ہوتا ہے اور کسی منفعت کی خواہش میں وہ کام کرتا ہے یہ انسان کی جبلت ہے۔ اس لئے خدا کا کفر جہنم کی آگ ہے اور اعمال صالحہ کا ثمرہ جنت کی خوشخبری ہے اسی حکمت کے پیش نظر جہاں ترتیب ہے وہاں ترغیب بھی ہے تاکہ خوف اور امید دونوں مساوی ہیں"۔[9]

اسطرح اور کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یہی اسلوب اختیار فرمایا۔
وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا[10]

اور جو مومن نیک عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے۔ محمد بن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو خوشخبری دیں جو اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرتے ہیں اور جو اعمال کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا ہے وہ کرتے ہیں اور جن کاموں سے ان کو منع کیا ہے وہ رک جاتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم دیا جائے گا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔[11]

بائبل میں اس اسلوب تبشیر کا مشاہدہ کتاب استثنا کی ان آیات میں کیا جا سکتا ہے۔

لعنت اس پر جو بے گناہ کو قتل کرنے کے لئے انعام لیتا ہے اور سب لوگ کہیں آمین۔ لعنت اس پر جو اس شریعت کی باتوں پر عمل کرنے کے لئے ان پر قائم نہ رہے اور سب لوگ کہیں آمین۔ اور اگر تو اپنے خداوند کی بات کو جانفشانی سے مان کر ان سب حکموں پر جو آج کے دن تجھ کو دیتا ہوں احتیاط سے عمل کرو تو تیرا خداوند دنیا کی سب قوموں سے زیادہ تم کو سرفراز کرے گ[12]

عہد نامہ جدید کی کتاب رومیوں میں مذکور ہے۔

اسلئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ مگر اس کے فضل کے سبب سے اس مخلصی کے وسیلے سے جو یسوع مسیح میں ہے مفت راستباز ٹھرائے جاتے ہیں۔[13]

قرآن اور بائبل کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے آخرت کے عذاب اور قیامت کی سختیوں اور اسی طرح جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ بائبل میں اسطرح سے ہم کو ذکر نہیں ملتا بائبل میں اخروی عذاب اور نعمتوں کی نسبت دنیاوی نعمتوں کا تذکرہ زیادہ ملتا ہے۔

3۔ قصص میں تبشیر کا اسلوب:

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے جہاں گزشتہ اقوام کی بداعمالیوں کو بیان کرتے ہوئے ان کو ان کے انجام بد سے آگاہ فرمایا اسی طرح اقوام کو ان کے نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بدلے میں بہت سی خوشخبریوں سے نوازا۔ افراد و اقوام کے واقعات کو بیان فرما کر ان کی اخلاقی اقدار اور ان اصولوں کو بھی واضح فرمایا جن سے اللہ تعالیٰ عروج عطا فرماتے ہیں۔ کلام

الہی نے متعدد انبیاء کرام اور صالحین کے اوصاف و کردار بالخصوص ان کا صبر و تحمل، استقلال، شکرگزاری، عفت و پاکدامنی، زہد و ورع اور ان کی اصلاح کے نتیجہ میں ربانی نوازشوں اور انعامات کا تذکرہ فرما کر ان کے واقعات کو ہمارے لئے بطور مثال پیش فرمایا اور اس بات کی نشاندہی کی کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی انہی اصولوں اور ان بزرگ ہستیوں کی پیروی میں پوشیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دیتے ہوئے ان الفاظ میں مخاطب فرمایا
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا -[14]

اور اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو بے شک وہ سچائی کے خوگر نبی تھے۔

حضرت یحیی علیہ السلام کی خوبیوں کا ذکر فرما کر ان کو مبارک ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔

وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۪ۖ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا[15]

اور میں جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا ہے۔ اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا۔ سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن میں مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا۔

پہلی قوموں میں سے جنھوں نے دعوت حق کو قبول کیا اللہ تعالیٰ ان کی خوش بختی اور ان کے لئے جنت کی بشارت کو بڑے احسن انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ جس سے دنیا اور آخرت میں کامیابی کے طلبگار رغبت حاصل کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ[16]

جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ان کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی جب اس نے کہا تھا کہ، اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنادے، اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات دے۔

فرعون کی مومن بیوی کی استقامت کا تذکرہ مولانا عبد السلام اس طرح بیان فرماتے ہیں:

یہ ایمان کی برکت کی مثال ہے کہ "رب اعلیٰ" کا دعوٰی کرنے والا فرعون جب اس کی بیوی ایمان لے آئی تو اس کے خاوند کی فرعونیت اس کو ایمان سے نا روک سکی اور نا ہی آخرت میں اس کا نقصان کر سکی۔[17]

دوسری عظیم ہستی حضرت مریم علیھا السلام کی ہے جن کی سیرت کو اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ۔[18]

اور عمران کی بیٹی مریم جنھوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی، اور انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی، اور وہ اطاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دو مومن عورتوں کو تمام مومن عورتوں کے لئے بطور ترغیب بیان فرمایا ہے کہ جو بھی ان دو خواتین کا اسوہ اختیار فرمائیں گیں ان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں بشارات ہیں۔

قرآن کریم میں قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب اور دیگر اقوام کے قصص قرآن کریم کے بڑے حصے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ بائبل میں بھی بہت سے انبیاء کرام اور ان کی اقوام کا تذکرہ موجود ہے جن میں انبیاء کرام اور ان کی اقوام کے رویے اور ان کے اچھے اعمال کے بدلے میں ملنے والی بشارات کا تذکرہ موجود ہے۔

کتاب پیدائش میں نوح علیہ السلام کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔

نوح مرد راستباز اور اپنے زمانے کے لوگوں میں بے عیب تھا اور نوح خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔[19]

کتاب خروج میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو بنی اسرائیل کے لئے خوشخبری بنا کر بھیجتے ہیں۔

پھر خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا ابرہام کے خدا اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ ابد تک میرا یہی نام ہے اور سب نسلوں میں اسی سے میرا ذکر ہو گا۔ جا کر اسرائیلی بزرگوں کو ایک جگہ جمع کر اور انکو کہہ کہ خداوند تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے دکھائی دے کر یہ کہا ہے کہ میں نے تم کو بھی اور جو

کچھ برتاؤ تمہارے ساتھ مصر میں کیا جارہا ہے اسے بھی خوب دیکھا ہے۔اور میں نے کہا ہے کہ میں تم کو مصر کے دکھ میں سے نکال کر کنعانیوں اور حتیوں اور اموریوں اور فرزیوں اور حوّیوں اور یبوسیوں کے ملک میں لے چلوں گا جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے۔[20]

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر بائبل میں اس طرح بیان ہوا ہے جس میں ایمان والوں کے لئے خوشخبری ہے۔

اور خدا نے سُلیمان کو حکمت اور سمجھ بہت ہی زیادہ اور دل کی وسعت بھی عنایت کی جیسے سمندر کے کنارے کی ریت ہوتی ہے۔اور سُلیمان کی حکمت سب اہل مشرق کی حکمت اور مصر کی ساری حکمت پر فوقیت رکھتی تھی۔[21]

کتاب استثنا میں اسی پس منظر میں درج ذیل آیت ہے۔

سو تم میرے سب آئین اور احکام ماننا اور ان پر عمل کرنا تاکہ وہ ملک جس میں تم کو بسانے کے لئے جاتا ہوں تم کو اُگل نا دے۔تم ان قوموں کے دستوروں پر جن کو میں تمہارے آگے سے نکالتا ہوں مت چلنا کیونکہ انہوں نے یہ سب کام کئے اسی لئے مجھے ان سے نفرت ہو گئی پر میں نے تم سے کہا ہے کہ تم ان کے ملک کے وارث ہو گے اور میں تم کو وہ ملک جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے تمھاری ملکیت ہونے کے لئے دوں گا۔میں خداوند تمہارا خدا ہوں جس نے تم کو اور قوموں سے الگ کیا ہے۔[22]

قرآن اور بائبل میں قصص کے اسلوب کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جس سے عقل اور نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں بہت سی بشارات ہیں۔

4۔ قرآن اور بائبل میں تمثیل کے اسلوب تبشیر کا تقابل:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ترغیب دلانے کے لئے امثال کے اسلوب کو اختیار فرمایا ہے تاکہ مخاطبین کے دلوں کی گہرائیوں میں بات اتر جائے۔جب کسی بات کو امثال کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے تو وہ جلد اور آسانی سے سمجھ آجاتی ہے جس کو مثال کے بغیر سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا[23]

اور ہم نے لوگوں کے فائدہ کے لئے اس قرآن میں طرح طرح سے ہر قسم کی مثال بیان فرمائیں اور انسان جھگڑا کرنے میں ہر چیز سے بڑھ گیا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ[24]

اور البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی خاطر ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں۔تاکہ لوگ سبق حاصل کریں۔

سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ جنت کی مثال ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ ۠ ۠ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ[25]

اس جنت کی مثال جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں،ایسے دودھ کی نہریں ہیں جن کا ذائقہ نا بدلے گا،ایسی شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لئے باعث لذت ہوں گی،اور ایسے شہد کی نہریں جو نتھرا ہو گا،

اور ان جنتیوں کے لئے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت کیا یہ لوگ ان جیسے ہوں گے جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان کو گرم پانی پلایا جائے گا کہ وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

سورۃ الرعد میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ[26]

جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے، برحق ہے، بھلا وہ اس جیسا کیسے ہو سکتا ہے جو بالکل اندھا ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل وہوش رکھتے ہوں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جاننے والے اور نا جاننے والے کی مثال بیان فرماتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح ان دونوں کا انجام بھی برابر نہیں ہو سکتا جو لوگ اللہ پر آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کا انجام جنت ہے۔اور جو ایمان نہیں لاتے ان کا انجام جنت سے برعکس جہنم کی آگ ہے۔

امثال بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔امثال کی اثر انگیزی کو قرآن کی اس آیت کریمہ سے سمجھا جا سکتا ہے۔

مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ[27]

جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کو خرچ کرو اللہ تعالیٰ تم کو کئی گنا زیادہ اجر دے گا تو عام لوگ اس بات کا مکمل مفہوم نہیں سمجھ سکتے لیکن جب یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی مثال ایک بیج کی مانند ہے جس کو زمین میں ڈالا جائے اور اس سے سات خوشے نکلیں اور ہر خوشے میں ایک سو دانے ہوں تو پھر یہ مسئلہ عام انسان کے لئے قابل فہم ہو جاتا ہے۔

بائبل اور عہد نامہ جدید میں خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات زیادہ تر تمثیلی انداز پر مشتمل ہیں۔ آپ علیہ السلام نے نہایت پر اثر اور سادہ انداز میں پیغام خداوندی پیش فرمایا۔بائبل میں حضرت عیسیٰ کی تماثیل میں عمل کرنے والوں کے لئے بہت سی بشارات مذکور ہیں نیکی اور اس کے اجر کو کئی گنا بڑھانے کی تمثیل اسطرح بیان فرمائی ہے۔

اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے۔ جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔[28]

آسمان کی بادشاہی کھیت میں چھپے خزانے کی مانند ہے۔ جسے کسی ادمی نے پا کر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اس کا تھا بیچ ڈالا اور اس کھیت کو مول لے لیا۔[29]

کتاب لوقا میں مذکور ہے۔

اور اس نے ان سے ایک تمثیل کہی کہ کسی دولتمند کی زمین میں بڑی فصل ہوئی۔ پس وہ اپنے دل میں سوچ کر کہنے لگا میں کیا کروں کیونکہ میرے پاس جگہ نہیں جہاں اپنی پیداوار بھر رکھوں؟ اس نے کہا میں یوں کروں گا کہ اپنی کوٹھیاں ڈھا کر ان سے بڑی بناؤں گا اور ان میں اپنا سارا مال اور اناج بھر رکھوں گا اور اپنی جان سے کہوں گا اے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لئے مال بہت سا جمع ہے۔ کھا پی چین کر خوش رہ مگر خدا نے اس سے کہا اے نادان! اسی رات تیری جان تجھ سے طلب کر لی جائے گی۔ پس جو کچھ تو نے تیار کر رکھا ہے وہ کس کا ہو گا۔ ایسا ھی وہ شخص ہے جو اپنے لئے خزانہ جمع کرتا ہے اور خدا کے نزدیک دولتمند نہیں۔[30]

قرآن اور بائبل میں قصص کی طرح امثال کے اسلوب کو بھی متعدد آیات میں اختیار فرمایا ہے۔ چونکہ تمام الہامی کتب کا مخاطب انسان ہے اسلئے انسانی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تمثیل کے انداز کو اختییار فرمایا۔

5۔ دنیاوی نعمتوں میں تبشیر کا اسلوب:

اللہ رب العزت نے دنیا میں انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ انسان کے پاس جتنی ہی نعمتیں ہوں مزید کی تلاش میں انسان سر کرداں رہتا ہے اور ایسا کرنا انسان کی فطرت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اطاعت دین کی صورت میں انسان کو دنیاوی نعمتوں کی بشارات عطا فرمائیں۔ اس اسلوب کو قرآن منفرد انداز میں بیان فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ[31]

اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لے آتے اور برائیوں سے بچ کر فرائض الہیہ ادا کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین دونوں طرف سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

مولانا مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

""" آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات و موجودات کی برکات ایمان اور تقویٰ پر موقوف ہیں ان کو اختیار کرنے پر آخرت کی کامیابی کے ساتھ دنیا میں بھی فلاح وبرکات حاصل ہوتی ہیں اور ایمان اور تقویٰ کو چھوڑنے کے بعد انسان ان کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے"۔[32]

اسی مضمون کو سورہ النور میں اللہ تعالیٰ اسطرح بیان فرماتے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا[33]

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جسطرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لئے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لئے پسند کیا ہے، اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے، اس کے بدلے ضرور ان کو امن عطا کرے گا۔ بس وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نا ٹھہرائیں۔

بائبل میں اس مضمون کو متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے کتاب خروج میں مذکور ہے۔

اور تم خداوند اپنے خدا کی عبادت کرنا تب وہ تمہاری روٹی اور پانی میں برکت دے گا اور تمہارے بیچ سے بیماری کو دور کر دے گا اور تمہارے ملک میں نا کسی کو اسقاط ہو گا اور نا کوئی بانجھ رہے گا اور میں تمہاری عمر پوری کروں گا میں اپنی ہیبت کو تمہارے آگے آگے بھیجوں گا اور میں ان سب لوگوں کو جن کے پاس تو جائے گا شکست دوں گا اور میں ایسا کروں گا کہ سب دشمن تمہارے آگے پشت پھیر دیں گے۔[34]

کتاب استثنا میں ارشاد ہے۔

اگر تم خداوند اپنے خدا کی بات کو جانفشانی سے مان کر اس کے ان سب حکموں پر جو میں آج کے دن تم کو دیتا ہوں احتیاط سے عمل کرے تو خداوند تمہارا خدا سب قوموں سے زیادہ تم کو سرفراز کرے گا اور تم خداوند اپنے خدا کی بات سنو تو تم پر یہ سب برکتیں نازل ہوں گی۔ شہر میں بھی تم مبارک ہوں گے اور کھیت میں بھی مبارک ہو گے۔[35]

انسانی مزاج اور طبیعت دنیاوی نعمتوں سے بہت جلد مرعوب ہوتی ہے۔ اسلئے اس اسلوب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک اعمال کی ترغیب دلائے ہے اور یہ اسلوب قرآن اور بائبل کی متعدد آیات میں ملتا ہے۔

6۔رحمت الٰہی میں تبشیر کا اسلوب:

قرآن کریم کی متعدد آیات مبارکہ میں رحمت الٰہی کا ذکر موجود ہے جو کہ مومنین کے لئے بشارت کا مقام رکھتا ہے۔ قرآنی آیات مبارکہ بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں ہے۔ وہ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ۖ قُلْ لِّلّٰهِ ۚ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ[36]

پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟ کہہ دو کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ اس نے رحمت کو اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ[37]

کہہ دہ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نا ہو۔ یقین جانوں اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ معاف کر دے گا۔ یقیناوہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[38]

تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہو تم پر سلامتی ہو! تمہارے رب نے رحمت کا معاملہ کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ تم میں سے اگر کوئی نادانی اور جب سے برا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت مہربان ہے۔

تفسیر سعدی میں اس آیت کی وضاحت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

جب آپ کے پاس ایسے لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سلام کہیں اور ان کو خوش آمدید کہیں۔ ان کا سلام و تحیات کے ساتھ استقبال کریں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بشارت دیں جو ان کو ان کے ارادوں اور عزائم میں نشاط پیدا کرے اور ان کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ہر سبب اور راستہ کی ترغیب دیں ان کو گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم دیں تاکہ وہ اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس کی رحمت کو پاسکیں۔[39]

اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ[40]

اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس لئے جن نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے ان کی بخشش فرمادے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اس آیت مبارکہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو معاف فرمادیتے ہیں اور ان کو بخشش اور جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں۔

بائبل کی متعدد آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے بشارت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عہد نامہ قدیم کی کتاب استثنا میں مذکور ہے۔

سو جان لے کہ خداوند تیرا خدا وہی خدا ہے۔ وہ وفادار خدا ہے اور جو اس سے محبت رکھتے اور اس کے حکموں کو مانتے ہیں ان کے ساتھ ہزار پشت تک وہ اپنے عہد کو قائم رکھتا اور ان پر رحم کرتا ہے۔[41]

کتاب زبور میں ارشاد ہوتا ہے۔

جو خداوند کے عہد اور اسکی شہادتوں کو مانتے ہیں انکے لئے اسکی سب راہیں شفقت اور سچائی ہیں۔[42]

کتاب امثال میں ہے۔

جو اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے کامیاب نا ہو گا۔ لیکن جو ان کا اقرار کر کے ان کو ترک کرتا ہے اس پر رحمت ہو گی۔[43]

7۔ آخرت کے احوال میں تبشیر:

آخرت سے متعلق اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا میں ایک دفعہ پیدا کرتا ہے اور پھر موت دیتا ہے پھر قیامت کے دن اس کا دوبارہ زندگی دے گا پھر اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال کے مطابق ان سے حساب کتاب لیں گے قرآن کریم میں متعدد آیات میں اس اسلوب کو اختیار فرمایا ہے جن میں نیک لوگوں کو ان کے حسن خاتمہ کی خوشخبریاں قرآن میں جا بجا ملتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ[44]

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور وہ پھر اس پر ثابت قدم رہے تو بے شک ان پر فرشتے اتریں گے نہ دل میں کوئی خوف لاؤ، نا کسی بات کا غم کرو۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ[45]

جن لوگوں نے دنیا کی زندگی میں بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو ہے ہی سراپا بہتر، اور کیا ہی اچھا گھر ہے متقیوں کا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۖ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ[46]

جن کو گوں نے بہتر کام کئے ہیں، بہترین حالت انہی کے لئے ہے اور اس بھی بڑھ کر کچھ اور بھی۔ نیز ان کے چہروں پر نا کبھی سیاہی چھائے گی نہ ذلت وہ جنت کے رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا[47]

اور جو شخص آخرت چاہے، اور اس کے لئے ویسی ہی کوشش کرے جیسی اس کے لئے کرنی چاہئے جبکہ وہ مومن بھی ہو، تو ایسے لوگوں کی کوشش کی پوری قدر دانی کی جائے گی۔ ہم سب کو مدد دیتے ہیں اِن کو بھی اور اُن کو بھی، تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا کسی کے لئے بند نہیں ہے۔ دیکھو ہم نے کس طرح ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے اور یقین رکھو کہ آخرت درجات کے اعتبار سے بہت بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

قرآن کریم میں آخرت کے احوال میں تبشیر کے اسلوب کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، جبکہ بائبل کی آیات میں اس کی جھلک ملتی ہے۔

خداوند ابد تک تخت نشین ہے۔

اس نے انصاف کے لئے اپنا تخت تیار کیا ہے۔

اور وہی صداقت سے جہان کی عدالت کرے گا۔

وہ راستی سے قوموں کا انصاف کرے گا۔

خداوند مظلوموں کے لئے اونچا برج ہو گا۔[48]

یسیعاہ نبی کی معرفت میں مذکور ہے۔

اور موت کو ہمیشہ کے لئے نابود کر دے گا، اور خداوند سب کے چہروں سے آنسو پونچھ ڈالے گا اور روئے زمین سے لوگوں کی رسوائی مٹا دے گا، کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے۔ اور اس وقت یوں کہا جائے گا لو یہ ہمارا خدا ہے۔ ہم اس کے انتظار میں تھے۔ اور وہی ہم کو بچالے گا۔ ہم اس کی نجات سے خوش و خرم ھوں گے۔[49]

موت کے بعد کی زندگی کے وجود کے متعلق متی میں مذکور ہے۔

قیامت پر ایمان کی جڑ اس اعتماد میں ہے کہ چونکہ خداوند خدا ہے اس لئے وہ اپنے لوگوں کو موت کی حالت میں نہیں رہنے دے گا۔[50]

چنانچہ کلسیوں میں مذکور ہے۔

یہ قیامت ملخصی کا پھل ہے۔ جی اٹھی زندگی آخری زمانے کی برکت ہے جس سے نجات یافتہ لوگ اب بھی لطف اندوز ہو رہے ہیں۔[51]

افسیوں میں لکھا ہے۔

چونکہ قیامت شروع ہو چکی ہے اسلئے ایماندار مسیح کی جی اٹھی زندگی میں شریک ہیں۔[52]

کرنتھیوں میں لکھا ہے۔

اور وہ آخرت کی فصل کا دوسرا مرحلہ ہو گی۔[53]

متی میں لکھا ہے۔

راست باز ٹھہرایا جانا ایک ایسی سچائی ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ روز آخر منصف گناہ سے بری قرار دیا جائے گا۔[54]

قرآن اور بائبل کی آیات کے مطالعہ سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جسطرح مومنین کے لئے جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا ہے اس طرح بائبل کی آیات میں تذکرہ نہیں ملتا۔

8۔شفاعت میں تبشیر کا اسلوب:

اسلامی اعتقادات میں ایک اہم عقیدہ شفاعت کا ہے۔ شفاعت کی حکمت یہ ہے کہ گناہ گار انسانوں کے دل میں اس سے امید کا جذبہ ابھرتا ہے جس سے انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بعض آیات قرآنیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شفاعت صرف اللہ رب العزت کے لئے مخصوص ہے لیکن کچھ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اذن الٰہی سے شفاعت کر سکیں گی۔ اس کے لئے جو معیار قرآن کریم میں مقرر کیا ہے کہ جس کی شفاعت کی جارہی ہے اس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور دین پر گناہ کے ارتکاب کے باوجود قائم ہو جس میں عام مسلمانوں اور مومنین کے لئے بشارت ہے اور ان میں دین سے رغبت کا ذریعہ ہے۔

عقیدہ شفاعت سے گناہ گار انسان کے دل میں امید پیدا ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کا باعث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۚ اِنَّه هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَه مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ [55]

کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نا ہو۔ یقین جانو اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناوہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔اور تم اپنے پروردگار سے لو لگاؤ اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

بعض آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شفاعت بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا [56]

کہہ دیں تمام شفاعت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِه مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۚ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ [57]

تمہارے لئے اس کے سوا نہ کوئی کارساز ہے اور نا ہی سفارش کرنے والا پھر کیوں تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

قرآن کریم میں کچھ آیات ایسی ہیں جن سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ ہستیاں ہیں جو سفارش کر سکتی ہیں مگر ان کی شفاعت ذاتی نہیں بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہو گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَه قَوْلًا ۝ [58]

اس دن کسی کی سفارش کام نہ آئے گی، سوائے اس شخص کے جسے رحمن نے اجازت دی ہو اور جس کے بولنے پر وہ راضی ہو قیامت کے دن انسان کے نیک اعمال بھی اس کے لئے شفاعت کا باعث ہوں گے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ [59]

جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور زبردست ثواب حاصل ہو گا۔

قیامت کے دن ملائکہ بھی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مومنین کے لئے سفارش کریں گے۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [60]

اے ہمارے رب انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما جس کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے۔ نیز ان کے ماں باپ اور بیوی بچوں میں سے جو نیک ہوں، انہیں بھی۔ یقیناتیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے جس کی حکمت بھی کامل ہے۔

بائبل کی آیات میں بھی شفاعت کے اسلوب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اس لئے میں اسے بزرگوں کے ساتھ حصہ دوں گا اور وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لے گا کیونکہ اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا تو بھی اس نے بہتوں کے گناہ اٹھالئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی۔[61]

کتاب سموئیل میں مذکور ہے۔

اب رہا میں سو خدا نا کرے کہ تمہارے لئے دعا کرنے سے باز آکر خداوند کا گناہ گار ٹھہروں بلکہ میں وہی راہ جو اچھی اور سیدھی ہے تم کو بتاؤں گا۔[62]

عہد نامہ جدید کی کتاب اعمال میں ارشاد خداوندی ہے۔

پھر اس نے گھٹنے ٹیک کر بڑی آواز سے پکارا کہ اے خداوند یہ گناہ ان کے ذمہ نالگا اور یہ کہہ کر سو گیا۔[63]

آیات قرآنیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ توبہ، نیکیاں ایمان، انبیاء کرام، ملائکہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے۔ جبکہ بائبل کی آیات میں بھی شفاعت کے اسلوب کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ جن کے مطابق انبیاء کرام، دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شفاعت کریں گے۔

قرآن اور بائبل کی آیات میں دعوت کا یہ طریقہ بہت اہم ہے کیونکہ مخاطب کو اس سے دعوت قبول کرنے کے لئے ابھارا جاتا ہے اور نفس انسانی مایوسی اور ناامیدی کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا طلبگار بن جاتا ہے۔

خلاصہ بحث:

انبیاء کرام کی بعثت کے اہم مقاصد میں بنیادی مقصد لوگوں کو نیک اعمال کی ترغیب دینا اور برے اعمال سے روکنا ہے۔ اس مقصد کی خاطر تمام الہامی کتب میں اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں کو نیک اعمال پر ابھارنے کے لئے خوشخبری کا انداز مختلف اسلوب سے اختیار فرمایا ہے۔ جس میں حکمت اور تدریج، قصص اور امثال کے اسلوب کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، اسکے علاوہ متعدد آیات میں نیک اعمال پر دنیا اور آخرت کی نعمتوں کی نعمتوں کا تذکرہ قرآن اور بائبل کی آیات میں ملتا ہے۔ قرآن کریم میں جس طرح جنت اور اس کی نعمتوں پر خوشخبری کا تذکرہ بکثرت ملتا ہے، اس کی نسبت بائبل کی آیات میں اخروی نعمتوں سے زیادہ دنیاوی نعمتوں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

---

[1] ال عمران3: 110

Al-e-Imrān 110:3.

[2] النحل16: 125

Al-Naḥl, 125:16.

[3] البقرہ2: 119

Al-Baqarah, 119:2.

[4] مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2010، 4: 84

Mawlānā Abu-al A'lā Mawdudī, Tafhīm al-Qurān(Lahore: Idara Tarjumān al Qurān, 2010 AD), 84/4.

[5] یسعیاہ، 1: 61

Yas'yah, 61/1.

[6] لوقا، 4: 18

Lūqā, 18/4.

[7] البقرہ2: 25

Al-Baqarah, 25:2.

[8] الرازی، فخر الدین، التفسیر الکبیر، (لاہور: علوم اسلامیہ، 2001) 1 : 122

Alráázî, Fákhrŭdîn. Táfsêêr Al Kábêêr, (Láhore, Alŏŏmê Islamîá, 2001), 1: 122

[9] حقانی، ابو محمد عبد الحق، تفسیر حقانی، (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، 1: 137

Háqáni, Abŭ Mŭhámmád Abdŭl Háq, Táfsêêr Háqánî,(Káráchî, Mêêr Mŭhámmád Kŭtab Khánáá,N. D), 1: 137

[10] الکہف18: 2

Alkahf 18: 2

[11] الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، تفسیر طبری، (بیروت: دارالفکر، 1998)، 8: 192

Al Tîbrî, Mŭhámmád, Bîn Járêêr, Abŭ Jááfár, Táfsêêr Tîbrî, (Báîrŭt, Dár, ŭl Fîkêr,1998), 8:192

[12] استثنا، 27: 25

Istithnā, 27: 25

[13] رومیوں، 3: 23- 24

Romans, 3: 23_24

[14] مریم19: 41

Máryám19:41

[15] ایضا: 31-33

Abid:33:31

[16] التحریم66: 11

Al-Teḥrīm, 66: 11

[17] عبدالسلام، بن محمد، تفسیر القرآن الکریم، (لاہور: دارالاندلس, 2000)، 4: 756

Abdŭl Alsálám, Bîîń, Mŭhámmád, Táfsêêr Al Qŭráń Al Kárîm, (Láhŏrê, Dár ŭńdlás, 2000), 4:756

[18] التحریم66: 11

Al Táhrîm66:11

[19] پیدائش، 6: 9

Gêńsîs, 6: 9

[20] خروج، 3: 15-17

Exŏdŭs, 3: 15-17

[21] سلاطین، 4: 29- 30

Kings, 29-30/4

[23] استثنا 20: 22-24

Istithnā, 22-24:20.

[23] الکہف:5418

Al Káháf 18: 54

[24] الزمر39: 27

Al Zŭmár39:27

[25] محمد47: 15

Mŭhámmád47: 15

[26] الرعد13: 19

Al Ráád13: 19

[27] البقرہ2: 261

Al-Baqaraḥ, 261:2.

[28] متی، 13: 31- 32

Matā, 32-33:2.

[29]ایضا،13: 44

Matā, 44:13.

[30]لوقا،12: 16-21

Lūqā, 16-21:12.

[31]الاعراف7: 96

Al-A'rāf, 96:7.

[32]شفیع، محمد مفتی، معارف القرآن،(کراچی: مکتبہ معارف القرآن،2010)،4: 15

Muftī Muḥammad Shafie', Ma'ārif al-Qurān(Karachī: Maktabah Ma'ārif al-Qurān, 2010AD), 15/4.

[33]النور24: 55

Al-Nūr, 55:24.

[34]خروج،23: 25-27

Khurūj, 25-27/23.

[35]استثنا،28: 1

Istithnā, 1/28.

[36]الانعام6: 12

Al-An'ām, 12:6.

[37]الزمر39: 53

Al-Zumur, 53:39.

[38]الانعام6: 54

Al-An'ām,

[39]السعدی، بعبدالرحمن بن ناصر، تفسیر سعدی،(لاہور: دارالسلام،2022)،7 : 774

Abdul Reḥmān Al-Sa'dī, Tafsīr Al-Sa'dī (Lahore:Dār al-Salām, 2022 Ad), 774/7.

[40]غافر40: 7

Ghāfir, 7:40.

[41]استثنا،9:7

Istithnā, 7:9.

[42]زبور،25: 10

Zabūr, 25/10

[43]امثال،28: 13

Amthāl, 13/28.

[44]فصلت41: 30

Fusilat, 30/41.

[45]النحل16: 43

Al-Naḥl, 43/16.

[46]یونس10: 16

Yūnas, 16/10.

[47]بنی اسرائیل17: 19- 21

Banī Isrāīl, 19-21/17.

[48]زبور،9: 7-8

Zabūr, 7-8/9.

[49]یسعیاہ،25: 8-9

Yasiyah, 8-9/25.

[50]متی،22: 32

Matā, 32/22.

[51]کلسیوں،2: 12-13

Kalisiyun, 12-13/2.

[52]افسیوں،2: 5-6

Afsiyun, 5-6/2.

1 [53]کرنتھیوں،23: 15

Garanthiyun, 15/23.

[54]متی،37: 12

Matā, 12/37.

[55] الزمر39: 53-54

Al-Zumur, 53-54/39.

[56]ایضا:44

Al-Zumur, 53-54/39.

[57]السجدہ32: 4

As-Sajda, 4:32.

[58]طہ20: 109

Tāha, 109:20.

[59]المائدہ5: 9

Al-Māidah, 9:5.

[60]غافر40: 8

Ghāfir, 8:40.

[61]یسعیاہ،853:12

Yasiyah, 853:12.

[62]سموئیل،12: 23

Symoil, 23:12.

[63] اعمال،7: 60

A'māl, 60:7.